وحی کی حقیقت اور اہمیت

اسلامی اور استشراقی افکار کا تحقیقی مطالعہ

سید حسنین عباس گردیزی

وحی کا اصطلاحی مفہوم

لغت میں لفظ ’’وحی‘‘ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ان معانی کے درمیان قدر جامع اور قدر مشترک ’’مخفی تفہیم اور القاء‘‘ ہے۔

۱۔ دور جاہلیت کے شعراء اس لفظ کو کتابت‘ اشارے اور مکتوب کے معانی میں بروئے کار لائے ہیں۔

۲۔ دین اسلام میں یہ ’’ ایک خاص معنی میں اس درجہ کثرت سے استعمال ہوا کہ منقول شرعی بن گیا اور شرعی نوعیت اختیار کر گیا اس کے بعد جب بھی یہ لفظ کسی نبی یا پیغمبر کے حوالے سے ذکر ہوا تو اس سے یہی خاص معنی مراد لیا گیا جسے وحی کا اصطلاحی معنی کہا جاتا ہے۔

لہذا اسلامی متون میں جب یہ لفظ بطور مطلق اور بغیر قرینے کے استعمال ہوتا ہے تو اس سے یہی اصطلاحی خاص معنی خاص مراد ہیں البتہ قرینے کی موجودگی میں دیگر معانی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

چوتھی صدی ہجری کے اسلامی متکلم شیخ مفید نے بیان کیا ہے:

> و اذا اُضیفَ (الوحی) الی اللہ تعالیٰ کان فیما یخص بہ الرسل خاصةً دون من سواھم علی عُرْفِ الِاسْلام و شریعة البنی“(۳)

> جب وحی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے تو اس سے مراد شریعت نبی اور اسلام کے عرف میں انبیاء کے ساتھ مخصوص وحی ہے دیگر معانی ہرگز مراد نہیں ہیں۔

تفسیر المنار کے مؤلف نے مذکورہ مطلب کو یوں بیان کیا:

> للوحی معنی عام یطلق علی عدة صور من الاعلام الخفی الخاص الموافق لوضع اللغة... ولہ معنی خاص ھو احد الاقسام الثلاثة للتکلیم الالھی... وغیرھذہ الثلاثة من الوحی العام لایعدمن کلام

الله تعالیٰ التشریعی.(۴)

وحی کا عام معنی کا اطلاق مخفی طور پر آ گاہ کرنے کی مختلف صورتوں پر ہوتا ہے اور اس کا ایک خاص معنی ہے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے تشریعی کلام کے سوا کسی اور معنی پر نہیں ہوتا۔

عصر حاضر کے مفسر علامہ طباطبائی لکھتے ہیں:

وقد قرر الادب الدینی فی الاسلام ان لایطلق الوحی غیر ماعند الانبیاء والرسل من التکلیم الالٰھی.(۵)

اسلام میں ادب دینی کا تقاضا ہے کہ خدا اور انبیاء کے درمیان گفتگو کے علاوہ کسی اور چیز پر وحی کا اطلاق نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر، وحی کے اصطلاحی معنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقول ومن ھنا نلحظ ان معنی الوحی فی الشرع اخص منه فی اللغة من جهة مصدره وھو الله تعالیٰ و من جهة الموحی الیه و ھم الرسل''(۶)

ہم کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ وحی کا شرعی معنی اپنے مصدر یعنی اللہ تعالیٰ اور جن کی طرف یہ وحی کی جاتی ہے یعنی رسولوں کے لحاظ سے اپنے لغوی معنی سے اخص ہے۔

مولانا تقی عثمانی کہتے ہیں:

لفظ ''وحی'' اپنے اصطلاحی معنی میں اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ اب اس کا استعمال پیغمبر کے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہے۔(۷)

رائج لطفی نے بیان کیا ہے:

کذلك یذکر اللغویون لکلمة الوحی معانی کثیرة ثم غلب استعمال الوحی علی مایلقی الی الانبیاء من عند اللّٰه.(۸)

اس طرح اہل لغت نے لفظ وحی کے بہت سے معنی ذکر کیے ہیں پھر اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر القاء کیے جانے والے کلام کے لیے غالب ہو گیا۔

معاصر محقق محمد باقر سعیدی وحی کے خاص معنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

درنتیجه واژه وحی درحوزه اصطلاح علم کلام و بلکه فلسفه دین در قلمر و ادیان توحیدی'اخص از مفهوم لغوی آن است.(۹)

نتیجے کے طور پر علم کلام بلکہ ادیان توحیدی کے افق پر فلسفہ دین میں وحی کا مفہوم اس کے لغوی معنی سے اخص ہے۔

اسی مطلب کو اردو دائرۃ المعارف اور سعید اکبر آبادی نے ذکر کیا ہے:

وحی کا استعمال اس معنی خاص میں اس کثرت سے ہوا ہے کہ منقول شرعی بن گیا ہے۔(۱۰)

یہ لفظ اس معنی خاص میں اس درجہ کثرت سے استعمال ہوا ہے کہ یہ ایک شرعی نوعیت اختیار کر گیا ہے۔(۱۱)

اسلامی مفکرین کے علاوہ مستشرقین نے بھی وحی کے خصوصی معنی کو بیان کیا ہے۔ رچرڈ بل مقدمہ قرآن میں لکھتے ہیں:

The verb "awha"and the noun "wahy" have become the technical terms in moslem theology.-(12)

فعل ''اوحی'' اور مصدر ''وحی'' اسلام کے اندر اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

منٹگمری واٹ کہتے ہیں:

The verb here translated "reveal" is "awha" which in much of the Quran is a technical expression for this experience of Mohammad-(13)

اس کے مطابق فعل ''اوحی'' اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ بالخصوص قرآن میں یہ لفظ ''وحی محمدیؐ'' کے لیے زیادہ آیا ہے۔

وحی کا یہ خاص اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ اس بارے میں علوم اسلامی کے ماہرین نے جو تعاریف کی ہیں ان کی رو سے وحی کے مفہوم کے لیے تین تعبیریں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ کلام الٰہی

صحیح بخاری کے شارحین بدر الدین عینی اور کرمانی نے بیان کیا ہے:

واما بحسب اصطلاح المتشرعة: فهو كلام الله المنزل على نبی من انبیائه.(۱۴)

شریعت کی اصطلاح میں وحی اللہ کا وہی کلام ہے جو اس کے انبیاء میں سے کسی پر نازل ہوا ہو۔

راغب اصفہانی کا قول ہے:

و یقال للکلمة الالھیة التی تلقی الی انبیائه (۱۵)

وحی کے معنوں میں سے ایک وہ کلام الٰہی ہے جو اس کے انبیاء کی طرف القاء کیا گیا ہے۔

تفسیر المنار کے مؤلف نے وحی کے خاص معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

ولہ (الوحی) معنی خاص ھواحد الاقسام الثلاثة للتکلیم الالھی ...و غیر ھذہ الثلاثة من الوحی العام لایعد من کلام اللہ تعالیٰ التشریحی.(۱۶)

اس میں انہوں نے وحی کا خاص معنی کلام الٰہی بیان کیا ہے البتہ تشریعی ہونے کی قید لگائی ہے۔

ڈاکٹر حسن ضیاء نے بھی اصطلاحی مفہوم کی اسی تعبیر کا ذکر کیا ہے:

وزبدة القول ان الوحی شرعاً القاء اللہ کلام او المعنی فی نفس الرسول بخفاء وسرعة .(۱۷)

اس میں انہوں نے اصطلاحی معنی میں تھوڑی سی وسعت پیدا کرتے ہوئے کلام الٰہی کے علاوہ القاء مفہوم اور معنی کو بھی وحی کا شرعی معنی بتایا ہے:

عصر حاضر کے علماء میں تقی عثمانی اور ذوقی نے اصطلاحی مفہوم کو بالترتیب یوں بیان کیا ہے:

کلام اللہ المنزل علی نبی من انبیائه ۔

اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اس کے کسی نبی پر نازل ہو(۱۸)

وحی کلام الٰہی ہے جو عالم غیب سے عالم شہادت کی جانب بذریعہ ایک مقرب فرشتہ کے جنہیں جبرئیل کہتے ہیں رسولوں کے پاس پہنچایا جاتا ہے۔(۱۹)

۲۔علم و آگاہی اور اس کی تعلیم:

مصر کے معروف مفکر محمد عبدہ وحی کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقدعرَفوہ شرعاً انه اعلام اللہ تعالیٰ لنبی من انبیائه بحکم شرعی و نحوہ.(۲۰)

شرعی لحاظ سے وحی کی تعریف یوں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء میں سے کسی کو حکم شرعی اور اس طرح کے دیگر احکام سے آگاہ کرنا وحی کہلاتا ہے۔

علوم قرآن کے ماہر محمد عظیم زرقانی نے وحی کی نہایت جامع تعریف کی ہے:

علم و ہدایت بلکہ ہر قسم کی آگاہی جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو دینا چاہے شریعت میں اسے وحی کہتے ہیں لیکن یہ سب کچھ خارق العادت اور مخفی ذریعے سے ہوتا ہے۔ (۲۱)

المنار کے موئف بھی وحی کو ''انبیاء سے مخصوص علم'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

انبیاء کی جانب وحی الٰہی انبیاء سے مخصوص علم ہے جو تلاش و کوشش اور کسی غیر کی تعلیم کے بغیر انبیاء کو حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس علم میں انبیاء کے تفکر اور سوچ و بچار کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ (۲۲)

ایک اور مصری دانشور راجح لطفی اپنی رائے بیان کرتے ہیں:

علی الاصطلاح الشرعی اعلام الله تعالیٰ انبیائه اما بکتاب او برسالةِ ملكٍ فی منام او الهام''(۲۳)

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کو آگاہ کرنا وحی کہلاتا ہے۔ اس کے مختلف ذرائع ہیں مکتوب شکل میں، فرشتے کے ذریعے خواب میں یا دل میں بات ڈالنے سے۔

برصغیر کے عالم اسلم جیراجپوری بھی وحی کو علوم الٰہیہ کا نام دیتے ہیں:

اصطلاح شرع میں وحی ان علوم الٰہیہ کا نام ہے جو ملاءِ اعلیٰ سے نبی کے دل پر القاء کیے جاتے ہیں۔ (۲۴)

غلام احمد پرویز کے بقول وحی کا اصطلاحی مفہوم علم الٰہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وحی کے اصطلاحی معنی ہیں وہ علم جسے خدا ایک برگزیدہ فرد کو براہ راست اپنی طرف سے دیتا ہے قرآنی اصطلاح کی رو سے وحی کے معنی ہیں'' خدا کی طرف سے براہ راست ملنے والا علم۔ (۲۵)

انہوں نے اصطلاحی معنی کو بہت ہی محدود کر دیا ہے۔ ان کی نظر میں فقط وہی علم وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست دیا جائے۔ اس سے فرشتے کے ذریعے سے ملنے والی آگاہی وحی کے زمرے سے خارج ہو جاتی ہے کہ باقی آراء کے خلاف بات ہے۔ کیونکہ اکثر محققین نے وحی کے تینوں ذرائع جو سورہ شوریٰ کی آیت ۵۱ میں بیان ہوئے ہیں، کو اصطلاحی معنی میں وحی کا نام دیا ہے۔

برصغیر کے ایک اور دانشور نے وحی کو علم الٰہی کا نام دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

شریعت اسلام کی اصطلاح میں وحی خاص اس ذریعہ غیبی کا نام ہے جس کے ذریعہ غور و فکر کسب و نظر اور تجربہ و استدلال کے بغیر خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فضل و لطف خاص سے کسی نبی کو کوئی علم حاصل ہوتا ہے۔ (۲۶)

ایران کے معاصر محقق ڈاکٹر صالحی کرمانی لکھتے ہیں:

تعلیمی که خدا وندا ز راههای که بربشر پنهان است و بطور سریع یعنی بر کنار از مقدمات و روش آگاهی های بشری به پیا مبرمی دهد۔(۲۷)

ان کے بقول وحی وہ تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ مخفی ذریعے سے تیزی کے ساتھ اپنے پیغمبر کو دیتا ہے یہ تعلیم دیگر انسانی ذرائع تعلیم سے یکسر مختلف ہوتی ہے۔

ایران کے ایک اور محقق سعیدی روشن بیان کرتے ہیں:

بنا بر این معنای اصطلاحی وحی در علم کلام عبارت است: از تفهیم یك سلسله حقائق و معارف از طرف خدا وندبه انسا نهای بر گذیده پیا مبران برای هدایت مردم، از راه های دیگری غیراز راههای عمومی و شناخة شده معرفت همچون حس و تجربه وعقل و حدس و شهود عرفانی ، تاانیکه آنهاپس از دریافت 'آن معارف ربه مردم ابلاغ کنند۔"(۲۸)

ان کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے انبیاء کو لوگوں کی ہدایت کے لیے حقائق اور علوم کی تفہیم کا نام ہے۔ یہ تفہیم اور تعلیم جانے پہچانے انسانی ذرائع علم (جیسے حواس خمسہ، تجربہ، عقل، گمان، عرفانی مشاہدات ...) سے ماوراء ذریعے سے ہوتی ہے اور ان حقائق اور معارف کو لوگوں تک پہنچانا مقصود ہے۔

پاکستان کے محقق شمس الحق افغانی وحی کا اصطلاحی مفہوم یہ ذکر کرتے ہیں:

وحی کا شرعی معنی الاعلام بالشرع 'یعنی صرف شرعی احکام بتلانے کا نام وحی ہے۔"(۲۹) یہ وحی انبیاء علیہم الاسلام سے مختص ہے۔(۳۰)

برطانوی مستشرق منٹگمری واٹ لکھتے ہیں:

Most commentators and translators treat most of instances of the words in the Quran as technical(31)

بہت سے مفسرین اور مترجمین نے قرآن میں اس لفظ کے استعمالات سے اصطلاحی مفہوم مراد لیا ہے۔

اصلاحی مفہوم کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

The verb here translated "reveal" is "awha"

which in mhich of the Quran in a technical expressin for this experience of Muhammad (32)

وحی کا لفظ اصطلاحی معنوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجربے (نبوت) کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کے لیے فقط نہیں آیا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔(۳۳)

۳۔ پیغام الٰہی

ڈاکٹر حمید اللہ نے اصطلاح میں وحی کا مفہوم یوں ذکر کیا ہے:

اللہ اپنے کسی برگزیدہ بندے کے پاس اپنا پیغام بھیجتا ہے۔ یہ پیغام اس تک مختلف طریقوں سے پہنچایا جاتا ہے کبھی تو اللہ کی آواز براہ راست اس نبی کے کان تک پہنچتی ہے' کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہ پیغام ایک فرشتہ لاتا ہے اور انسان تک پہنچاتا ہے فرشتے خدا کا جو پیغام لاتے ہیں اس کو ہم اصطلاحاً ''وحی'' کہتے ہیں۔(۳۴)

انہوں نے وحی کے خاص مفہوم کو اور بھی محدود کر دیا ہے اور صرف فرشتوں کے ذریعے پہنچائے جانے والے پیغام کو وحی کہا ہے حالانکہ نبی کو براہ راست القاء بھی وحی بمعنی خاص ہے۔

اسلامی علوم کے ماہرین نے وحی کے اصطلاحی مفہوم کو مختلف الفاظ اور تعبیروں سے واضح کی ہے ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو وحی کا اصطلاحی مفہوم قرار دیا ہے۔(۳۵) یہ وحی کا اسمی معنی ہے۔

بعض مفکرین نے اللہ تعالیٰ کے اپنے انبیاء سے گفتگو کرنے کو اصطلاح میں وحی کہا ہے(۳۶) یہ وحی کے مصدری معنی کے لحاظ سے ہے۔

انہی میں سے بعض نے علم اور معارف کو وحی کا نام دیا ہے۔(۳۷) جبکہ بعض نے خود علم کی تعلیم دینے اور معارف کو سکھانے کے عمل کو وحی کا جامہ پہنایا ہے۔(۳۸) اور یہ تفاوت بھی وحی کے اسمی اور مصدری معنی کی وجہ سے ہے اور چونکہ اہل لغت نے وحی کے دونوں معنی بیان کیے ہیں۔(۳۹) اس لیے جن علماء کے پیش نظر وحی کا اسمی معنی تھا انہوں نے اس کا اصطلاحی مفہوم ''کلام الٰہی'' اور ''علم و معارف'' بیان کیا اور جن کے سامنے اس کا مصدری معنی تھا انہوں نے اس کا مفہوم ''کلام کرنا'' اور ''تعلیم دینا'' بتایا ہے ۔پس اصطلاحی مفہوم میں دونوں جہتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

تعبیروں کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جنہوں نے کلام یا کلام کرنے کی تعبیر استعمال کی ہے انہوں نے خود قرآن کے الفاظ کو استعمال کیا ہے جو وحی کے لیے سورہ شوریٰ کی آیت ۵۱ میں استعمال ہوئے ہیں۔(۴۰) جبکہ

دوسروں نے واقعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے علم، حقائق اور تعلیم کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرنا انہیں تعلیم دینا ہی ہے انہیں کائنات کی حقیقتوں سے آگاہ کرنا ہے انہیں آداب زندگی سکھانا ہی ہے۔ اس لیے میری رائے میں تعابیر کا اختلاف مفہوم میں کسی جوہری اور اصلی اختلاف کا باعث نہیں بنتا دونوں کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ البتہ علم اور تعلیم دینے کی تعبیر زیادہ موزوں ہے۔

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اصطلاح میں:

> وحی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان وہ مخصوص، غیر معمولی اور مافوق العادت رابطہ ہے جو بشر کے لیے تمام ذرائع علم (تجربہ، حواس، عقل) سے ماوراء ہے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو انسانوں کی ہدایت اور ارتقاء کے علوم و معارف اور احکام و قوانین کی تعلیم دیتا ہے۔

اس مقالے میں وحی کا یہی اصطلاحی مفہوم اور وحی کا مصدری معنی ہی موضوع تحقیق ہے۔

حواشی

۱. اس تحریر کی گذشتہ قسط کی بحث کا یہی نتیجہ نکلا تھا۔

۲. العجاج نے اوحیٰ" کو اشارے کے معنی میں استعمال کیا ہے: فاوحت الینا و الانا مل رسلهار و شدها بالراسیات الثبت۔ العجاج نے اسی لفظ کو کتابت کے معنی میں اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے:

حتی نحاهم جدنا و الناحی　　لقدر کان وحاه الواحی

(دیوان عجاج، ص.۴۳۹)

لبید نے مکتوب کے معنی میں بیان کیا ہے:

و فمدافع الریان عری رسمها　　خلقا کما ضمن الوحی سلامها

۳. مفید محمد بن نعمان الشیخ المفید (۵) تصحیح الاعتقاد، المؤتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید، ۱۴۱۳ھ ص ۱۲۰۔

۴. رشید رضا: تفسیر المنار: ج ۱۱ ص ۱۷۹۔

۵. طباطبائی محمد حسین: المیزان فی تفسیر القرآن: ج ۱۲ ص ۳۱۲

۶. ضیاالدین عترحسن ڈاکٹر: وحی اللہ، دعوۃ الحق مکہ مکرمہ رجب ۱۴۰۴ ہجری ص ۵۲۔

۷. عثمانی محمد تقی: علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۰۸ھ ص ۲۹۔

۸. جمعہ رائج لطفی: القرآن و المستشرقون، قاہرہ ۱۳۹۳ھ۔

۹. سعیدی روشن محمد باقر: تحلیل وحی از دیدگاہ اسلام و مسیحیت''، مؤسسہ فرہنگی اندیشہ ۱۳۷۵ھ ش ص ۱۷۔

۱۰. اکبر آبادی سعید احمد: وحی الٰہی، مکتبہ عالیہ لاہور ص ۲۵۔

۱۱۔ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ: دانشگاہ پنجاب۔لاہور ج ۱۶ اص ۳۲۱۔

12- Bell,Richard: Introduction to the Quran;p-32Edinburg 1953-

13- Watt,W.Montgomery: Islamic Revelation in the Modern World; p-13 Edinburg 1969-

۱۴۔ عینی بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد (م ۸۵۵) عمدۃ القاری لشرح صحیح البخاری، ج ۱ص ۱۸۔کرمانی صحیح البخاری بشرح الکرمانی ،موسسہ المطبوعات الاسلامیہ قاہرہ، الجزالاول :ص ۱۴۔

۱۵۔ راغب اصفہانی: ''معجم المفردات الفاظ القرآن'' ص ۵۱۵۔

۱۶۔ تفسیر المنار، ج ۱۱، ۱۷۹۔ ۱۷۔ وحی اللہ، ص ۵۲۔ ۱۸۔علوم القرآن، ص ۲۹۔

۱۹۔ شاہ ذوقی مولانا: القاء الہام اور وحی، اقبال اکیڈیمی۔لاہور ص ۱۳۔

۲۰۔ عبدہ محمد: رسالۃ التوحید، مصر ۱۳۸۵، ص ۱۱۱۔

۲۱۔ زرقانی محمد عظیم: مناھل العرفان فی العلوم القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ص ۵۶۔

۲۲۔ تفسیر المنار، ج ۱ص ۲۳۰۔ ۲۳۔ القرآن والمستشر قون، ص قاہرہ ۱۳۹۳ھ۔

۲۴۔ جیرا جپوری اسلم: تاریخ القرآن، آواز اشاعت گھر، لاہور ص ۱۲۔

۲۵۔ پرویز غلام احمد: ختم نبوت اور تحریک احمدیت طلوع اسلام ٹرسٹ۔لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲۴۔

۲۶۔ وحی الٰہی ،ص ۲۵۔

۲۷۔ صالحی کرمانی، محمد رضا ڈاکٹر: درآمدی برعلوم قرآنی، انتشارات جہاد دانشگاہی دانشگاہ تہران، ۱۳۶۹ھ ش ص ۲۵۲۔

۲۸۔ تحلیل وحی از دیدگاہ اسلام ومسیحیت، ص ۱۷۔۱۸۔

۲۹،۳۰۔ افغانی شمس الحق ،علوم القرآن مکتبہ الحسن لاہور، ص ۹۶، ص ۹۸۔

۳۱،۳۲۔

Watt,W.Montgomery: Islamic Revelation in the Modern World-p 13&14-edinburg1969

۳۳۔ مندرجہ ذیل آیات میں یہ لفظ دیگر انبیاء کی وحی کے لیے آیا ہے نساء :۱۶۳۔ اعراف :۱۱۷۔ ۱۶۰ یونس: ۲ ۸۷ :طٰہٰ: ۷۷ مومنون : ۲۷۔شعراء : ۵۲، ۶۳۔ یوسف: ۱۰۹ :نحل :۴۳۔ انبیاء: ۷ ۔ ۲۵ شوریٰ: ۳: ۵۱۔ھود: ۳۷۔ ۳۶ زمر: ۶۵

۳۴۔ حمید اللہ محمد ڈاکٹر: خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۹۸۸ء، ص ۱۹۱۔

۳۵۔ عینی بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۱ص ۱۸۔راغب اصفہانی معجم المفردات لالفاظ القرآن، دارالفکر بیروت ص ۵۱۵۔وحی اللہ ص ۵۲۔علوم القرآن ص ۲۹۔القاء الہام اور وحی ص ۱۳۔

۳۶۔ تفسیر المنار: ج ۱۱ص ۱۷۹۔

۳۷۔ تفسیر المنار، ج۱ص۱۲،تاریخ القرآن،ص۱۲،ختم نبوت اور تحریک احمدیت،ص۲۴. وحی الٰہی ص۲۵.

۳۸۔ رسالة التوحید،ص۱۱۱، مناھل العرفان فی العلوم القرآن،ص۵۶، القرآن والمستشرقون، درآمدی برعلوم قرآنی،ص۲۵۲،تحلیل وحی از دیدگاہ اسلام ومسیحیت ص۱۷، ۱۸۔

۳۹۔ الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة،تحقیق احمد عبدالغفور عطار ج۶ ص۲۵۱۹،دارالعلم للملایین،بیروت معجم مقائیس اللغة ج۶ ۹۳،لسان العرب ج۱۵ص۳۷۹.

۴۰۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَن يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوحِيَ بِاِذْنِهٖ مَايَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ.

پیغمبر اسلام ﷺ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:

القرآن یھدی من الضلالة وتبیان من العمیٰ واستقالة من العشرة ونور من الظلمة وضیاء من الاحداث وعصمة من الھلكة ورشد من الغوایة وبیان من الفتن وبلاغ من الدنیا الی الآخرة وفیه كمال دینكم وما عدل احد عن القرآن الا الیٰ النّار۔ (اصول کافی، کتاب فضل القرآن، حدیث ۸)

قرآن گمراہیوں سے ہدایت کرنے والا، اندھے کو بینائی عطا کرنے والا ، ہرطرح کی لغزش سے بچانے والا، ہرطرح کی ظلمت وتاریکی کے لئے نور وروشنی، ہر حادثے میں امید کی کرن، ہر ہلاکت سے نجات دینے والا، ہرطرح کی گمراہی میں راہ راست دکھانے والا اور تمام فتنوں کو واضح کرنے والا ہے۔ یہ انسان کو دنیا سے آخرت کی جانب لے جاتا ہے، قرآن میں تمہارے دین کا کمال ہے اور جس نے بھی قرآن سے منہ موڑا وہ واصل جہنم ہوا۔